(S_1999_1_113_120)

سپریم کورٹ رپورٹس (1999) SUPP.1 ایس سی آر

عمر عبدل ساکو رسورتھیا

بنام

انٹیلیجنس آفیسر نارکوٹک کنٹرول بیورو

6/اگست 1999

(کے۔ٹی۔تھامس اور ڈی۔پی۔مہاپترا، جسٹسز)

فوجداری قانون:

نشہ آور ادویات اور نفسیاتی مادے ایکٹ، 1985:

دفعہ 29 اور 23- پولیس نے "مینڈریکس" گولیاں لے جانے والے ٹرک کو روکا- کہا گیا کہ ذخیرہ بھارت کی ایک بندرگاہ سے بیرون ملک ایک کمپنی کو بھیجا گیا تھا- ملزم ان کلیدی افراد میں سے ایک تھا جس نے چار دیگر ان افراد کے ساتھ سازش کی تھی جن کے خلاف پہلے ہی فرد جرم دائر کی گئی تھی- مرسل اور مرسل الیہ دونوں فرضی خدشات تھے- ملزم کلیئرنگ ایجنسی کمپنی کا چیئرمین تھا جس نے غیر موجود مرسل الیہ کی جانب سے آف لوڈنگ آپریشن کے دوران کھیپ پر قبضہ کر لیا تھا- گواہ نے ایک تصویر کی شناخت ملزم کے طور پر کی تھی جس نے روک تھام کے وقت کار چلائی تھی اور جس نے حیرت سے آف لوڈنگ آپریشنز کو دیکھا تھا-: ایسے حالات میں، ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ نے ملزم کو بری کرنے سے انکار کر دیا- فوجداری ضابطہ اخلاق، 1973، دفعہ 227۔

ثبوت ایکٹ، 1872:

دفعہ 9-ملزم-شناخت-طریقہ-تصویر کے ذریعے شناخت-قبولیت-گواہ نے ملزم کی تصویر کی شناخت اس شخص کے طور پر کی جسے اس نے متعلقہ وقت پر دیکھا تھا-ملزم مفرور مجرم نہیں تھا اور عدالت نے اس امکان پر غور نہیں کیا جس میں ملزم کو اس طرح اشتہاری کیا جانا تھا-منعقد: ثبوت میں قابل قبول تصویر کے ذریعے شناخت۔

فوجداری ضابطہ اخلاق،1973:

دفعات 228 اور 240-جرم کی تشکیل-دائرہ کار-منعقد: عدالت سے توقع نہیں کی جاتی ہے کہ وہ ریکارڈ پر موجود مواد کی ممکنہ قدر میں گہرائی میں جائے-اگر ریکارڈ پر موجود مواد کی بنیاد پر عدالت اس نتیجے پر پہنچتی ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہوگا، تو عدالت الزام عائد کرنے اور مقدمے کی سماعت کے لیے آگے بڑھنے پر مجبور ہوتی ہے۔

اپیل کنندہ پر نشہ آور ادویات اور نفسیاتی مادے ایکٹ 1985 کی دفعہ 29 کے تحت الزام عائد کیا گیا تھا اور فوجداری ضابطہ اخلاق 1973 کی دفعہ 227 کے تحت خارج کرنے کی اس کی درخواست کو ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ نے مسترد کر دیا تھا۔اس لیے یہ اپیل۔

استغاثہ کے مطابق، پولیس نے" مینڈریکس" کی گولیاں لے جانے والے ایک ٹرک کو روکا جو ایک زیادہ طاقت والا منشیات کا مادہ تھا۔مذکورہ اسٹاک بھارت کی ایک بندرگاہ سے بیرون ملک ایک کمپنی کو بھیجا گیا تھا۔اپیل کنندہ ان کلیدی افراد میں سے ایک تھا جس نے پہلے ہی فرد جرم کیے گئے دیگر چار ملزموں کے ساتھ سازش کی تھی۔مرسل اور مرسل الیہ دونوں فرضی خدشات تھے۔اپیل کنندہ کلیئرنگ ایجنسی کمپنی کا چیئرمین تھا، جس نے غیر موجود مرسل الیہ کی جانب سے آف لوڈنگ آپریشن کے دوران کنسائنمنٹ پر قبضہ کر لیا تھا۔پولیس افسر نے اپیل کنندہ کی تصویر کی شناخت اس شخص کے طور پر کی جسے اس نے ٹرک کو روکنے کے وقت کار چلاتے ہوئے دیکھا تھا اور جو آف لوڈنگ کی کارروائیوں کو تجسس سے دیکھ رہا تھا۔

اپیل کنندہ کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ تصویر کے ذریعے شناخت ثبوت میں ناقابل قبول ہے۔

اپیل کو مسترد کرتے ہوئے، یہ عدالت

منعقد: 1. استغاثہ کو پولیس افسر سے عدالت میں گواہ کے طور پر پوچھ گچھ کرنی ہوتی ہے اور اسے عدالت میں ملزم کی شناخت کرنی ہوتی ہے۔ تب ہی یہ ٹھوس ثبوت بن جائے گا۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ الزام کی تشکیل کے مرحلے پر عدالت مقدمے کے دوران اپیل کنندہ کی صحیح شناخت کرنے والے ایسے گواہ کے امکان پر غور کرنے سے قاصر ہے۔ اس پر غور کرتے ہوئے عدالت اس حقیقت کو مدنظر رکھ سکتی ہے کہ تفتیش کے دوران اپیل کنندہ کی تصویر گواہ کو دکھائی گئی تھی اور اس نے اس شخص کی شناخت اسی کے طور پر کی جسے اس نے متعلقہ وقت پر دیکھا تھا۔ یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اپیل کنندہ مفرور مجرم نہیں ہے اور یہ عدالت اس امکان پر غور نہیں کر رہی ہے جس میں اس کا اعلان کیا جائے گا۔ [F-G-H-118]

کرتار سنگھ بنام ریاست پنجاب، [1994] 3 ایس سی سی 569، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

2. عدالت سے توقع نہیں کی جاتی ہے کہ وہ ریکارڈ پر موجود مواد کی ممکنہ قدر میں گہرائی میں جائے۔ اگر ریکارڈ پر موجود مواد کی بنیاد پر عدالت اس نتیجے پر پہنچ سکتی ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہو گا تو عدالت الزام طے کرنے اور مقدمے کی سماعت کے لیے آگے بڑھنے کی پابند ہے۔ [119-جی]

اس کے بعد ریاست مہاراشٹر بنام سوم ناتھ تھاپا، [1996] 4 ایس سی سی 659 آیا۔

ستیش مہرا بنام دہلی انتظامیہ، (1996) 9 ایس سی سی 766، قابل اطلاق قرار دیا گیا۔

3. اس معاملے میں یہ دعوی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ عدالت نشہ آور ادویات اور نفسیاتی مادے ایکٹ، 1985 کی دفعہ 23 کے ساتھ پڑھی گئی دفعہ 29 کے تحت فرد جرم عائد نہیں کر سکتی۔ ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کی خارج کرنے کی درخواست کو صحیح طور پر مسترد کر دیا۔ [120-ای]

فوجداری اپیلیٹ کا دائرہ اختیار فیصلہ: 1999 کی فوجداری اپیل نمبر 743۔

1997 کے فوجداری طریقہ کار نمبر 103 میں مدراس عدالت عالیہ کے مورخہ 25.8.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے آر۔کے۔جین، بی۔کمار، مہیش اگروال، رشی اگروال، ای۔سی۔اگروال، اٹل شرما، تریوینی پوٹیکر اور ایاز خان۔

جواب دہندگان کے لیے کے۔سی۔کوشک اور ڈی۔ایس۔مہرا۔

عدالت کا فیصلہ بذریعہ سنایا گیا:

تھامس، جسٹس۔ رخصت دی گئی۔

اپیل کنندہ کے پاس پہلے ایک سفارتی تنظیم تھی (موزمبیق میں لائبیریا کے قونصل خانے میں ایک اعزازی افسر) جس کے بعد اسے چھین لیا گیا۔کہا جاتا ہے کہ وہ بھارتیہ شہری ہے کیونکہ اس کے پاس بھارت سے جاری کردہ پاسپورٹ ہے۔اسے اب چنئی کی ایک خصوصی عدالت کے سامنے نشہ آور ادویات اور نفسیاتی مادے ایکٹ (مختصر طور پر" این ڈی پی ایس ایکٹ") کی دفعہ 29 کے تحت الزام کا سامنا ہے۔انہوں نے مجموعہ ضابطہ فوجداری 227 کے تحت بری کرنے کے لیے ٹرائل کورٹ کا رخ کیا لیکن ناکام رہے۔اس کے بعد انہوں نے خصوصی عدالت کے مذکورہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے مدراس عدالت عالیہ کا رخ کیا۔عدالت عالیہ کے ایک معروف واحد جج نے زیر اعتراض حکم کے مطابق ان کی عرضی کو خارج کر دیا۔

21-4-1994 پر، سلطنت سوزی لینڈ کی رائل پولیس (جو جنوبی افریقہ اور موزمبیق سے متصل ہے) نے" مینڈراکس" کی تقریبا 20 لاکھ گولیاں لے جانے والے ایک کنٹینر ٹرک کو روکا۔انہیں 1000 گولیوں کے پلاسٹک کے پیکٹوں میں پیک کیا گیا اور 9 پیکٹوں پر مشتمل سلیبوں میں کارٹون کیا گیا۔ممنوعہ اشیاء کو برقی گلوبز کے پیکٹوں میں چھپایا گیا تھا۔مینڈراکس ایک زیادہ طاقت والا نشہ آور مادہ ہے، جس کا کیمیائی نام "میتھاکوالون" ہے۔چونکہ پکڑی گئی چیز کافی مقدار میں ممنوعہ چیز کی تھی، اس لیے مختلف نارکوٹک کنٹرول بیورو کو

پیغامات بھیجے گئے۔آخر کار یہ پتہ چلا کہ مذکورہ اسٹاک بھارت میں چینئی کی بندرگاہ سے میسرس کے جے ایکسپورٹس، 36 سیونتھ اسٹریٹ، شاستری نگر، چینئی- 20 کے نام سے بھیجا گیا تھا، اور منزل کو جنوبی افریقہ میں میسرس ڈائنامک الیکٹرانکس لمیٹڈ، اینفری (جنوبی افریقہ) کے نام سے ایک کمپنی کے طور پر دکھایا گیا تھا۔تحقیقات کے بعد، چار افراد کے خلاف شکایت درج کی گئی (.1 اریب کے۔ پٹیل، .2 وائی۔ وی۔ ناگراج، .3 جی۔ این۔ وینوگوپال، .4 ایم۔ اروموگم) این ڈی پی ایس ایکٹ کے مختلف جرائم کے تحت۔اس کے بعد تفتیشی ایجنسی کو مذکورہ مینڈر اکس اور اس کے ساتھ اپیل کنندہ کے تعلق کے بارے میں کچھ مزید معلومات موصول ہوئیں۔انہوں نے ضابطہ اخلاق کی دفعہ 173(8) کے تحت معاملے کی مزید تحقیقات کرنے کے لیے خصوصی عدالت سے اجازت حاصل کی۔اس طرح کی تحقیقات سے تفتیشی افسر کو پتہ چلا کہ اپیل کنندہ ان کلیدی افراد میں سے ایک تھا جس نے پہلے ہی فرد جرم کیے گئے دیگر چار ملزموں کے ساتھ سازش کی تھی۔اس کے بعد اپیل کنندہ کو بھی این ڈی پی ایس ایکٹ کی دفعہ 29 کے تحت جرم کے لیے ان کے ساتھ پیش کیا گیا۔

قبل از وقت بری کی درخواست کی حمایت میں اپیل گزار نے عدالت عالیہ کے سامنے استدعا کی کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 188 کے تحت کوئی منظوری حاصل نہیں کی گئی ہے۔اس عرضی کو عدالت عالیہ نے مسترد کر دیا تھا اور ہمارے مطابق صحیح طور پر وکیل نے اس عرضی کو اس عدالت میں دلائل کے دوران نہیں اٹھایا۔

عدالت عالیہ اور اس عدالت میں اپیل کنندہ کی طرف سے خدمت میں دی گئی دو دستاویزات یہ ہیں: (1) اگست 1966 میں موزمبیق پولیس کی طرف سے خطاب کردہ ایک خط۔(2) جنوبی افریقی پولیس سروس کی طرف سے 3-4-1997 پر بھیجا گیا ایک فیکس پیغام جس میں کہا گیا ہے کہ اپیل کنندہ کو ممنوعہ کھیپ سے جوڑنے کے لیے ابھی تک کوئی مواد جمع نہیں کیا گیا ہے۔

عدالت عالیہ نے اپیل کنندہ کی عرضی کو برقرار رکھنے کے لیے ان میں سے کسی بھی دستاویز کو قبول نہیں کیا۔ہمیں بھی ان دونوں مراسلے کی بنیاد پر دلیل میں کوئی وزن نہیں ملتی ہے، کیونکہ انہوں نے صرف وہی انکشاف کیا جو پولیس نے اس وقت تک ان مواد پر محسوس کیا تھا جن کا وہ پتہ لگا سکتے تھے۔ان ممالک میں پولیس کی طرف سے اظہار کردہ اس طرح کا نظریہ بھارت میں تفتیشی قوت کو صحیح نتیجے پر پہنچنے سے نہیں روک سکتا،

اور نہ ہی خود ان ممالک کے پولیس حکام کو بھی بعد میں مختلف نظریہ اختیار کرنے سے روک سکتا ہے۔
اگر الزامات درست ہیں، تو اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ مذکورہ ممنوعہ اشیا کے سلسلے میں این ڈی پی ایس ایکٹ کی دفعہ 23 کے تحت سنگین جرم کیا گیا تھا۔ یہ استغاثہ کا کام ہے کہ وہ ان افراد کو قائم کرے جنہوں نے جرم کیا ہے۔ چار افراد جن کے خلاف پہلے ہی فرد جرم دائر کی گئی تھی، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ برآمدات میں مصروف ہیں۔ درآمد کے مرحلے پر انسان ضرور رہے ہوں گے اور یہ قائم کرنا استغاثہ کا کام ہے کہ وہ کون تھے۔ تحقیقات سے درج ذیل حقائق بھی سامنے آئے:

مرسل اور مرسل الیہ دونوں فرضی خدشات ہیں اور ایسی کوئی کمپنی کبھی موجود نہیں تھی۔ لیکن کلیئرنگ ایجنسی جس نے غیر موجود مرسل الیہ کی جانب سے بل آف انٹری پیش کیا اور جس نے آف لوڈنگ آپریشن کے دوران کنسائنمنٹ پر قبضہ کر لیا وہ میسرس میامی ٹریولز اینڈ ٹورز لمیٹڈ نامی کمپنی تھی۔ یہ پیش کیا گیا کہ اپیل کنندہ کلیئرنگ ایجنسی کمپنی کا چیئرمین تھا۔

مذکورہ بالا ایک بہت ہی مادی اور مجرمانہ صورتحال ہے جو اگر قائم ہو جاتی ہے تو استغاثہ کو بہت دور لے جائے گی۔

ایک اور حقیقت جسے استغاثہ ثابت کرنا چاہتا ہے وہ درج ذیل ہے: کنٹینر ٹرک چلانے والے ڈرائیور نے موزمبیق چھوڑ کر اینفری (جنوبی افریقہ) کی طرف پیش قدمی کی لیکن راستے میں مسٹر البرٹ مکھنتشوا (جو رائل سوازی لینڈ پولیس فورس کے انسپکٹر تھے) پر مشتمل پولیس اسکواڈ نے 21-4-1994 پر لوماہاشا بارڈر پوسٹ پر گاڑی کو روک لیا۔ اس انسپکٹر نے کمیشن آف پولیس، جنوبی افریقہ کے سامنے حلف پر بیان دیا ہے۔ بیان کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے:

"جب ہم رجسٹریشن نمبر ایچ بی زیڈ 728 ٹی والے ٹرک سے گلوبز کے درمیان چھپے مینڈریکس پر مشتمل خانوں کو اتارنے میں مصروف تھے، میں نے دیکھا کہ ایک کالی کار تھانے کے سامنے والی دکان پر یوٹرن لے رہی تھی۔ گاڑی بارڈر پوسٹ کی طرف واپس جا رہی تھی اور ڈرائیور (ایک بھارتیہ مرد جو کار میں اکیلا تھا) تجسس سے دیکھ رہا تھا کہ ہم کیا کر رہے ہیں۔ مجھے بالکل یاد نہیں کہ

وہ کس قسم کی کار چلا رہا تھا، وہ یا تو مرسڈیز بینز تھی یا بی ایم ڈبلیو سیڈان لیکن اس کا رنگ کالا تھا۔ اس مرحلے پر ہماری سرگرمیوں کے بارے میں ڈرائیور کے تجسس کی وجہ سے، میں نے کالے کار کو روکنے کے لیے سرحدی چوکی کے دروازے سے ٹیلی فون پر رابطہ کیا کیونکہ میں ڈرائیور سے پوچھ گچھ کرنا چاہتا ہوں۔ سرحدی چوکی پولیس اسٹیشن سے 120 میٹر کے فاصلے پر ہے۔

بھارتیہ مرد کو سرحدی چوکی پر روکا گیا اور اسے سرحدی چوکی کے اہلکاروں کا ایک رکن میرے پاس لایا۔ میں نے اس بھارتیہ مرد سے اس کے تجسس کے بارے میں پوچھا اور اس نے مجھے بتایا کہ وہ دراصل موزمبیق سے اس دکان پر کسی کو تلاش کرنے آیا تھا جس سے اسے ملنا تھا لیکن یہ آدمی نہیں آیا۔ اس نے مجھے یہ بھی بتایا کہ وہ لائبیریا سے تعلق رکھنے والا سفارت کار ہے اور موزمبیق میں رہ رہا ہے۔ وہ بھی مجھے بہت گھبراتا ہوا نظر آیا۔ میں اس سے الجھن میں پڑ گیا کیونکہ یہ آدمی بھارتیہ تھا اور میں نے اس کا پاسپورٹ مانگا۔ اس نے اپنا پاسپورٹ مجھے دیا اور اس کے مندرجات نے اس بات کی تصدیق کی کہ یہ جمہوریہ لائبیریا کی طرف سے جاری کردہ سفارتی پاسپورٹ تھا۔ مجھے اس شخص کا نام یا کنیت یاد نہیں ہے۔"

مدعا علیہ کے فاضل وکیل کی طرف سے اجاگر کردہ اگلی صورت حال یہ ہے کہ اپیل کنندہ کی تصویر بعد میں مسٹر البرٹ مکھنتشوا کو دکھائی گئی اور اس نے تصویر میں موجود اس شخصیت کی شناخت اس شخص کے طور پر کی جسے اس نے ٹرک کو روکنے کے وقت کار چلاتے ہوئے دیکھا تھا۔

یہ دعوی کیا گیا کہ تصویر کے ذریعے شناخت ثبوت میں ناقابل قبول ہے اور اس لیے اسے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے نوٹس میں کوئی قانونی شق نہیں لائی گئی ہے جو اس طرح کے شواہد کی قبولیت کو روکتی ہو۔ تاہم، فاضل وکیل نے کرتار سنگھ بنام ریاست پنجاب، [1994] 3 ایس سی سی 569 میں آئینی بینچ کے مشاہدات کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی جس نے دہشت گردی اور خلل ڈالنے والی سرگرمیاں (روک تھام) ایکٹ، 1987 کی دفعہ 22 کو کالعدم قرار دیا۔ اس شق کے مطابق تصویر کی بنیاد پر دہشت گردی کے معاملے میں مفرور مجرم کی شناخت سے متعلق گواہ کے ثبوت کو ٹیسٹ شناختی پریڈ کے ثبوت کے برابر قیمت دی گئی

تھی۔اس عدالت نے اس تناظر میں مشاہدہ کیا:

"اگر تصویر کی بنیاد پر شناخت سے متعلق ثبوت کو ٹیسٹ شناختی پریڈ کے ثبوت کے برابر اہمیت کا حامل ہونا ہے، تو ہم محسوس کرتے ہیں کہ مشتبہ افراد کو نقصان پہنچانے کے لیے سنگین ناانصافی کا نتیجہ ہوسکتا ہے۔لہذا، ہم اس شق کو ختم کرنے کے لیے مائل ہیں اور اسی کے مطابق ہم ایکٹ کی دفعہ 22 کو ختم کرتے ہیں۔"

(پیرا361)

موجودہ مقدمے میں استغاثہ یہ نہیں کہتا کہ وہ مسٹر مکھنتشو ا کی طرف سے کی گئی شناخت کے ساتھ اطمینان کریں گے جب انہیں تصویر دکھائی گئی تھی۔استغاثہ کو عدالت میں گواہ کے طور پر اس سے پوچھ گچھ کرنی ہوتی ہے اور اسے عدالت میں ملزم کی شناخت کرنی ہوتی ہے۔تب ہی یہ ٹھوس ثبوت بن جائے گا۔لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس مرحلے پر عدالت مقدمے کے دوران اپیل کنندہ کی صحیح شناخت کرنے والے ایسے گواہ کے امکان پر غور کرنے سے قاصر ہے۔اس پر غور کرتے ہوئے عدالت اس حقیقت کو مدنظر رکھ سکتی ہے کہ تفتیش کے دوران اپیل کنندہ کی تصویر گواہ کو دکھائی گئی تھی اور اس نے اس شخص کی شناخت اسی کے طور پر کی جسے اس نے متعلقہ وقت پر دیکھا تھا۔یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ اپیل کنندہ مفرور مجرم نہیں ہے اور ہم اس امکان پر غور نہیں کر رہے ہیں جس میں اس کا مفرور کیا جائے گا۔لہذا کرتار سنگھ میں ایک مختلف تناظر میں کیے گئے مشاہدات اپیل گزار کے لیے کوئی فائدہ مند نہیں ہیں۔

فاضل وکیل، شری آر کے جین نے دلیل دی کہ اپیل کنندہ کے خلاف پیش کیے گئے حالات، اگر ثابت بھی ہو جائیں تو، یہ ثابت نہیں کر سکتے کہ وہ مذکورہ کھیپ کو برآمد کرنے کی مجرمانہ سازش میں ملوث تھا۔ہم اس نقطہ پر فاضل وکیل سے متفق نہیں ہیں۔ہم اس مرحلے پر اس پہلو کی وضاحت نہیں کرنا چاہتے ہیں ورنہ اس کا حتمی نتیجہ پر اثر پڑ سکتا ہے۔

این ڈی پی ایس ایکٹ کی دفعہ 23 کسی بھی ایسے شخص کی سزا سے متعلق ہے جو این ڈی پی ایس ایکٹ کی دفعات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھارت میں درآمد کرتا ہے یا بھارت سے برآمد کرتا ہے یا منشیات اور نفسیاتی مادوں کی منتقلی کرتا ہے۔دفعہ 29 اس طرح پڑھتی ہے:

”اشتعال انگیزی اور مجرمانہ سازش کی سزا۔(1) جو کوئی بھی اس باب کے تحت قابل سزا جرم کرنے کے لیے مجرمانہ سازش میں حصہ لے گا، چاہے وہ جرم اس طرح کی حوصلہ افزائی کے نتیجے میں کیا گیا ہو یا اس طرح کی مجرمانہ سازش کی پیروی میں نہیں کیا گیا ہو، اور تعزیرات بھارتیہ کی دفعہ 116 میں کسی بھی چیز کے باوجود، اس جرم کے لیے دی گئی سزا سے قابل سزا ہو گا۔

(2) ایک شخص اس دفعہ کے معنی کے اندر کسی جرم کو انجام دینے کے لیے مجرمانہ سازش میں حصہ لیتا ہے، یا فریق ہے، جو بھارت میں، بھارت کے باہر اور باہر کسی جگہ پر کسی بھی کام کو انجام دینے کے لیے مجرمانہ سازش میں حصہ لیتا ہے یا فریق ہے۔

(ا) اگر ہندوستان کے اندر ارتکاب کیا جائے تو یہ جرم ہو گا؛ یا

(ب) ایسی جگہ کے قوانین کے تحت، منشیات یا نفسیاتی مادوں سے متعلق ایک جرم ہے جو اسے اس طرح کے جرم کے طور پر تشکیل دینے کے لیے درکار تمام قانونی شرائط رکھتا ہے جو اس باب کے تحت قابل سزا جرم کے طور پر تشکیل دینے کے لیے درکار قانونی شرائط سے ملتا جلتا ہے، اگر اس کا ارتکاب بھارت کے اندر کیا گیا ہو۔

یہ اچھی طرح طے شدہ ہے کہ الزام تراشی کے مرحلے پر عدالت سے ریکارڈ پر موجود مواد کی ممکنہ قدر میں گہرائی میں جانے کی توقع نہیں کی جاتی ہے۔ اگر ریکارڈ پر موجود مواد کی بنیاد پر عدالت اس نتیجے پر پہنچ سکتی ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہو گا تو عدالت الزام طے کرنے اور مقدمے کی سماعت کے لیے آگے بڑھنے کی پابند ہے۔

فاضل وکیل نے ستیش مہرا بنام دہلی انتظامیہ، [1996] 9 ایس سی سی 766 میں اس عدالت کے فیصلے پر انحصار کیا۔ اس میں منعقد کیا گیا تھا:

”جب جج کو کافی حد تک یقین ہو کہ کیس کے اثباتِ جُرم میں ختم ہونے کا کوئی امکان نہیں ہے تو عدالت کا قیمتی وقت صرف مقدمے کی سماعت کے انعقاد کے لیے ضائع نہیں کیا جانا چاہیے تاکہ مستقبل کی تاریخ پر نتیجہ اخذ کرنے کے طریقہ کار کو باضابطہ طور پر مکمل کیا جاسکے۔ ہمیں اس بات کا خیال ہے کہ بھارت میں زیادہ تر سیشن عدالتیں کام کے بوجھ کے بھاری دباو میں ہیں۔ اگر سیشن جج کو تقریباً یقین ہے کہ مقدمے کی سماعت صرف بے سود یا محض وقت کا ضیاع ہوگی تو مشورہ دیا جاتا ہے کہ ضابطہ اخلاق کی دفعہ 227 کے مرحلے پر ہی کارروائی کو کاٹ دیا جائے یا اس میں کٹوتی کی جائے۔“ (پیرا15)

موجودہ صورتحال یقینی طور پر ایسا نہیں ہے جہاں مذکورہ تناسب کو معقول طور پر لاگو کیا جاسکے۔ ریاست مہاراشٹر اور دیگران بمقابلہ سوم ناتھ تھاپا اور دیگران، [1996] SCC 6594 میں اس عدالت کے تین ججوں کے بنچ نے اس طرح فیصلہ کیا ہے:

”اگر ریکارڈ پر موجود مواد کی بنیاد پر کوئی عدالت اس نتیجے پر پہنچ سکتی ہے کہ جرم کرنا ایک ممکنہ نتیجہ ہے، تو الزام تراشی کا مقدمہ موجود ہے۔ اگر عدالت یہ سوچتی ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہے تو وہ الزام لگا سکتی ہے، حالانکہ اثباتِ جُرم کے لیے یہ نتیجہ اخذ کرنا ضروری ہے کہ ملزم نے جرم کیا ہے۔ یہ واضح ہے کہ الزام کی تشکیل کے مرحلے پر، ریکارڈ پر موجود مواد کی ممکنہ قیمت میں نہیں جاسکتا؛ استغاثہ کی طرف سے ریکارڈ پر لائے گئے مواد کو اس مرحلے پر درست کے طور پر قبول کرنا ہوگا۔(پیرا32)

اس معاملے میں یہ دعوی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ عدالت این ڈی پی ایس ایکٹ کی دفعہ 23 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 29 کے تحت الزام عائد نہیں کرسکتی۔ ٹرائل کورٹ اور عدالت عالیہ نے اس سلسلے میں اپیل کنندہ کی عرضی کو درست طریقے سے خارج کر دیا۔ اس لیے ہم اس اپیل کو مسترد کرتے ہیں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں ہے کہ ٹرائل کورٹ عدالت عالیہ کی طرف سے زیر اعتراض حکم میں یا اس فیصلے میں ہماری طرف سے کیے گئے کسی بھی مشاہدے کے بغیر کیس کو نمٹائے گی۔

وی ایس ایس۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.10.09 17:19
I am the author of this document